رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله

گنجِ ثروت

یعنی

حضرت بندگمیاں شاہ نظام دریائے وحدت آشام خلیفۂ چہارم

کی

سیرتِ مبارک

برائے ایصال ثواب بتقریب چہلم حضرت بڑی بی بی عرف
عزیز النساء صاحبہ اہلیہ
(الحاج سید خوندمیر صاحب)

مولفہ سید روشن تشریف اللہی

(شایع کنندگان)

۱۔ سید محمد مہدی بن الحاج سید خوندمیر صاحب — حال مقیم امریکہ
۲۔ ڈاکٹر سید نثار مہدی — ایضاً
۳۔ سید ضیاء اللہ فرزند مولف کتاب — ایضاً

مطبوعہ صحیفہ مشین پریس چادرگھاٹ

162

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

برادرانِ ملت سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ ہماری کتب نقلیات میں حضرت بندگی میاں شاہ نظام دریائے وحدت آشام رضی اللہ عنہ کے حالات آپ کے تختِ جائس سے دستبردار ہو کر عشقِ الٰہی میں سرشار گھر سے نکلنے کے بعد ہی سے ملتے ہیں۔ آپ کے آبا و اجداد کے حالات سے مہدویہ کے سب سیرت نویس خاموش ہیں۔ آج تک کسی مہدوی مورخ یا سیرت نویس نے آپ کے آبا و اجداد کے حالات دریافت کرنے کی طرف توجہ نہیں کی۔

ایک مدت سے خاکسار کو حضرت بندگیمیاں شاہ نظام رضؓ کے آباؒ و اجداد کے حالات اور سلطنت جائس وجود میں آنے کے اسباب کے متعلق لکھنے کا خیال تھا۔ جس کا مواد فراہم کرنے کے لئے کئی تواریخ اور اولیائے اکرام کے تذکروں کا مطالعہ کرنا پڑا۔ کیونکہ آپ کے خاندان میں جس طرح جلیل القدر بادشاہ گزرے ہیں اسی طرح عظیم المرتبت اولیائے کرام بھی گزرے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم اور حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کے صدقے سے خاکسار کی یہ دیرینہ تمنا پوری ہوئی جس کو [illegible]

کے نام سے منظر عام میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ پہلی کوشش ہے جو بدیہ ناظرین کی گئی ہے۔ انشاء اللہ آپ کے مزید حالات اور آپ کے خاندان کے اولیائے کرام کے حالات چھوٹے چھوٹے رسالوں کی شکل میں شائع کئے جائیں گے۔

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ ایک مؤلف کو جسقدر جانکاہی کرنی پڑتی ہے وہ مؤلف ہی خوب جانتا ہے۔ کسی کتاب کی تصنیف کرنے کی بجائے تالیف کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ تصنیف میں مصنّف کو اپنی علمی استطاعت اور وسعت معلومات کے متعلق ہی اظہار خیال کرنا پڑتا ہے جو اُسکے لئے آسان ہے۔ لیکن مؤلف کو بہت ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یعنے ایک تو اسے اپنی تالیف میں تاریخی واقعات کو جمع کرنا اور ان کو استدلال کی کسوٹی پر جانچنا پڑتا ہے۔ دوسرا یہ کہ تاریخی واقعات کی ترتیب میں غلط واقعات کی تردید کرنے کیساتھ ساتھ صحیح حالات کے دلائل پیش کرنا اور ان دلائل کو مستند کتب سے اخذ کرنا جس کے لئے کئی کتب کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ غرض ایسی بہت سی مشکلات مؤلف کے لئے ہیں۔

میں نے اپنی استطاعت بھر کوشش کی ہے۔ ممکن ہے کہ بلحاظ بشریت و بوجہ ناقابلیت ان مشکلات میں میرے قدم ڈگمگائے گئے ہوں لیکن مجھے صاحبانِ علم و ادب اور محققین حضرات سے اُمید ہے کہ وہ میرے ان مشکلات کے مدنظر میری فروگذاشتوں کو اگر نظر آجائیں تو نظر انداز فرما کر

میری ہر طرح کی مدد فرمائیں گے اور اپنے مفید اور زرّیں معلومات سے بندہ کو مستفیض فرمائیں گے تاکہ شکریہ کے ساتھ دوسرے ایڈیشن میں مزید تحقیقات کے ساتھ شائع کئے جاسکیں۔

سید روشن تشریف اللّٰہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہ نظامؒ کے آباء واجداد کا وطن اور شجرۂ نسب

برگزیدہ حضرت ملک العلام، مقبول بارگاہ رب الانام، امام العارفین حضرت بندگی میاں شاہ نظام دریائے وحدت آشام رضی اللہ عنہ کے آباء و اجداد کا مسکن مدینہ منورہ تھا۔ آپ کا سلسلۂ نسب امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن الخطاب فاروق اعظمؓ کو پہنچتا ہے۔ چنانچہ آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے:

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ بن شاہ خداوند بن سلطان داراین بن شیخ نظام الدین بن شیخ رکن الدین بن شیخ فرید الدین گنج شکرؒ بن جمال الدین سلیمان بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ محمد بن شیخ شہاب الدین بن شیخ احمد ملقب بہ فرخ شاہ بن نصیر الدین بن محمد سلیمان شاہ بن سامان شاہ بن سلیمان بن عبداللہ مسعود بن واعظ الکریم۔ بن عبد الفتح بن اسحاق بن ابراہیم بن ادہم بن سلیمان بن ناصر الدین بن عبداللہ بن امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ

حضرت عمرؓ کے لقب فاروق اعظمؓ کی وجہ تسمیہ۔

فاروق کے لغوی معنیٰ "فرق کرنے والا درمیان حق و باطل کے۔ یہ لقب ہے خلیفۂ دوم کا"۔ (لغات کشوری)

یہ بات سب جانتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان

لانے سے قبل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی مسلمان مشرکین مکہ کے ظلم وستم کی وجہ سے اپنے معبود حقیقی کی عبادت چھپ چھپ کر کیا کرتے تھے۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں نور ایمان چمکا تو آپ اپنی بہن کے گھر سے آنحضرتؐ کی تلاش میں نکلے۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے ایک صحابی ارقمؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ یہاں بھی کفار کے خوف سے دروازہ بند تھا۔ حضرت عمرؓ نے دستک اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لانے کے بعد حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مشرکین مکہ باوجود کافر ہونے کے اپنے جھوٹے معبودوں کی پرستش علانیہ کریں اور ہم لوگ واحدِ ذوالجلال یکتا پر ایمان لانے والے چھپ چھپ کر گھروں میں عبادت کریں؟ چلئے اِسی وقت ہم بھی علانیہ کعبہ میں اس معبود حقیقی کی توحید کا اظہار کریں۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجودہ چالیس مسلمانوں کے مختصر گروہ کو اس طرح ترتیب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے ہاتھ کی طرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کیا اور بائیں ہاتھ کی طرف حضرت علیؓ کو اور حضرت پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم توحید کے پروانوں کے بیچ میں تھے اور آگے آگے شجاعانِ اسلام حضرت

عمرؓ اور حضرت حمزہؓ ننگی تلوار علَم کئے ہوئے تھے۔ یہ پہلا دن تھا کہ اس شان سے مسلمان کعبہ شریف میں خدائے واحد کی عبادت کرنے کے لئے چلے تھے۔ چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح علانیہ بہادری کے ساتھ حق و باطل کے درمیان فرق کیا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فاروق اعظمؓ کے لقب سے ممتاز فرمایا۔ اُس وقت سے آپ کا لقب فاروق اعظم مشہور ہوا۔

ایک فاحش غلطی کا ازالہ

رسالہ "مولود میاں عبدالرحمٰن" ۲ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ میں شائع ہوکر تقریباً اٹھائیس سال ہوتے ہیں۔ مترجم اور شائع کنندہ حضرت مشائخ سید دلاور عرف گورے میاں صاحب مرحوم ہیں۔ آپ صفحہ ۲ پر اس کتاب کی اہمیت اور صحت کا تیقن ان الفاظ میں دلاتے ہیں کہ۔

"حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن نے امامؑ کا یہ مولود امامؑ کے صحابہؓ کے زمانے میں تحریر فرمایا ہے۔ تمام موالید میں سب سے پہلا مولود یہی ہے جو حضور صحابہؓ سے آجتک مسلسل منقول ہوتا آرہا ہے اور صادقین سے دست بدست پہنچا ہے۔"

"زمانۂ حال میں بعض افراد قوم امامؑ کے مبارک حالات اور آپؑ کے فرامین میں ایسی ہی کمی بیشی کرکے منظرعام

پر لارہے ہیں جس طرح سے یہود و نصاریٰ نے توریت و انجیل میں کمی بیشی کرکے منظر عام میں لایا ہے۔ زمانۂ حال کے ان ناعاقبت اندیشوں کی اس جسارت کی وجہ اصل مولود معہ ترجمہ ہدیہ ناظرین کیاگیا ہے۔ لہذا ناظرین کا فرض اعظم یہ ہے کہ جو بات مولود ہذا کے مضامین کے خلاف نظر آئے اُس کو شیطانی وسوسہ خیال کریں۔"

اسی کتاب کے صفحہ (۴۲) پر لکھا گیاہے کہ :-

"و بندگی میاں نظامؓ ازاولادِ نظام الدین اولیا کہ بادشاہ جائس ......"

(ترجمہ) "اور بندگی میاں نظام شہر جائس کے بادشاہ جو نظام الدین اولیاء کی اولاد سے ہیں...."

حضرت بندگی میاں شاہ نظام دریائے وحدت آشام حضرت عمر فاروقؓ کی نسل سے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاء بدایونی کی اولاد سے ہونا سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ ہم یہ تو کہہ نہیں سکتے کہ حضرت سید دلاور صاحب مرحوم نے دیدہ و دانستہ غلطی کی ہے کیونکہ آپ خود مترجم اور شائع کنندہ ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اس فاحش غلطی کو آپ نے محسوس کرلیا ہو اور کسی دوسرے طریقہ سے اس کی صحت کردی ہو جو ہماری نظر سے آج تک نہیں گذری۔ دریں صورت غلطی کو دلائل سے ثابت کرنا اور حق بات منظر عام پر لانا اُصولی طریقہ کار ہے اور یہ وسوسۂ شیطانی نہیں ہوسکتا اگرچیکہ وہ مذکورہ "مولود میاں عبدالرحمٰن"

ہی میں کیوں نہ ہو۔ اس لئے ہم نے اس باب میں تحقیق کی۔ اولیائے کرام کے تذکروں اور تواریخ سے استفادہ کرکے ثابت کیا ہے کہ حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ چنانچہ ہماری تحقیق یہ ہے:۔

(۱)۔ حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ حضرت عمر فاروقؓ کی نسل سے ہیں جیساکہ آپ کے مرقوم بالا شجرۂ نسب سے ظاہر ہے۔ آپ کا یہ شجرہ بزم صوفیہ صفحہ (۱۲۲) کے علاوہ آپ کے خاندان کے سجادہ نشین حضرت حکیم مشائخ شاہ عبدالرحمان صاحب سجادہ شاہی مسجد چین پٹن۔ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب مالک شاہی رائیس اینڈ آئیل ملس چین پٹن۔ جناب قاری شاہ قاسم صاحب نظامی حال مقیم بنگلور اور جناب یس شہاب الدین صاحب فوجدار نظامی کے گھرانوں میں موجود ہے۔

(۲) جمال الدین سلیمان بن شیخ شعیب ۵۷۶ھ میں ہندوستان تشریف لائے اور

(۳) ۶۰۷ھ میں سلطان التمش کے عہد حکومت میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے اجداد نے بخارا سے ہندوستان آکر بدایوں میں سکونت اختیار کی تھی۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کے اجداد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی کے اجداد ہندوستان آنے سے اکتیس ۳۱ سال قبل ہندوستان آچکے تھے۔

(۴) حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ ۵۶۹ھ میں ملتان کے قریب

کھوتوال میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام نامی مولانا جمال الدین سلیمان کابل کے بادشاہ فرخ شاہ کی اولاد میں تھے اور آپ کا سلسلۂ نسب بیسویں واسطے سے جاکر حضرت عمر فاروقؓ سے مل جاتا ہے (ہند و پاکستان کے اولیاء صفحہ ۸۴)۔

(۵) اس کے علاوہ خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی "تاریخ اولیاء" حضرت خواجہ نظام الدین کی بڑی سوانح عمری جو نظامی بنسری" کے نام سے شائع ہوئی ہے جس میں سات سو برس پہلے کے نامی اولیاء اور مسلمان بادشاہوں کے تاریخی حالات بھی ہیں۔ اس کے صفحہ (۴۵) پر بعنوان "حضرت کا حال" لکھا گیا ہے کہ:۔

"پھر میں نے خواجہ سید محمد سے پوچھا آپ نے یہ تو سب بتادیا آپ کی مہربانی مگر یہ تو بتائیے کہ ہمارے حضور سلطان المشائخ کہاں کے رہنے والے ہیں اور ان کے بزرگ کہاں سے آئے تھے اور کون تھے۔؟"

"جواب دیا حضرت بدایوں میں پیدا ہوئے تھے (جو یوپی کا مشہور ضلع ہے۔ حسن نظامی) اُن کے دادا اور نانا سید علی اور سید عرب دو بھائی تھے۔ بخارا میں رہتے تھے مغلوں کی یورش ہوئی تو بخارا سے ہندوستان میں آئے اور لاہور میں آکر ٹھہرے۔ وہاں حضرت خواجہ سید علی کے ہاں ایک لڑکے پیدا ہوئے جن کا نام سید احمد رکھا گیا اور حضرت

خواجہ سید عرب کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی اور زلیخا نام رکھا گیا۔ پھر یہ خاندان لاہور سے بدایوں میں آکر آباد ہوا وہاں حضرت خواجہ سید احمد اور بی بی زلیخا کی شادی ہوئی۔ اور اُن سے ایک لڑکے پیدا ہوئے جن کا نام سید محمد رکھا گیا اور اُنہیں سید کا نام سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا خاندان سیدوں کا خاندان ہے۔

(۶) ہند و پاکستان کے اولیاء" کے صفحہ ۱۰۶ پر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے خاندان کے حالات میں لکھا ہے کہ:۔

"حضرت (محبوب الٰہی) کا خاندان جو سلطان التمش کے عہد حکومت میں بخارا سے آکر بدایوں میں آباد ہوا تھا۔ سیدوں کا ایک نہایت ہی مقتدر خاندان ہے۔ آپ اس خاندان میں ۶۳۶ھ شاہانِ غلاماں کے عہد حکومت میں بدایوں میں تولد ہوئے۔"

اگر نظام الدین اولیاء بدایونی بھی حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد سے ہوتے تو جسطرح حضرت فریدالدین گنج شکرؒ کے سلسلۂ نسب کو وضاحت اور صحت کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ سے ملایا گیا ہے اسیطرح حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ بدایونی کے سلسلہ کو بھی صاف طور سے حضرت عمر فاروقؓ سے ملا دیا جاتا اور یہ نہ لکھا جاتا کہ "حضرت محبوب الٰہی کا خاندان سیدوں کا ایک نہایت ہی مقتدر خاندان ہے۔"

(۷) حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی ایک ہی زمانہ اور وقت کے بزرگ ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی کے پیر و مرشد ہیں۔ آپ ہی نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کو خرقۂ خلافت عطا فرما کر دہلی روانہ فرمایا تھا۔ اگر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بھی حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد سے ہوتے تو تذکرہ نویس ہرگز ایسا نہ لکھتے کہ آپ کا خاندان "سیدوں کا ایک نہایت ہی مقتدر خاندان ہے۔"

(۸) اس کے علاوہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی محبوب الٰہی نے شادی ہی نہیں کی۔ چنانچہ "ہند و پاکستان" کے اولیاء میں لکھا ہے کہ

"حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی محبوب الٰہی نے اپنی پوری عمر میں کبھی شادی نہیں کی۔ آپ کی نہ کوئی بیوی تھی اور نہ اولاد۔ البتہ آپ اپنی بہن کے بچوں کو اپنی اولاد سمجھتے تھے۔"

دریں صورت حضرت بندگی میاں شاہ نظام دریائے وحدت آشامؒ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی اولاد سے کیسے ہو جائیں گے۔؟

(۹) اسکے علاوہ سلطان اُلغ خاں کے دربار میں کسی نے حضرت نظام الدین اولیاء کے شادی نہ کرنے کے بارے میں آپ پر افترا پردازیوں کی جسارت کی۔ اس وقت حضرت شیخ رکن الدین ملتانیؒ بھی خلوت میں موجود تھے۔ انہوں نے بادشاہ کے چہرہ کو دیکھ کر سمجھ لیا کہ بادشاہ نے اس گفتگو

کو پسند نہیں گیا ہے اس لئے آپ نے بادشاہ سے کہا۔

"میں نے حضرت شیخ نظام الدین اولیاء بدایونی سے اس کی نسبت تخلیہ میں بات چیت کی تھی اور انہوں نے مجھے معقول جواب دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا میں جانتا ہوں میرے پیر نے بھی شادی کی تھی اور دادا پیر نے بھی شادی کی تھی اور پردادا پیر نے بھی شادی کی تھی۔ لیکن مجھے اپنے پیروں کی اور اپنے رسولؐ کی اور دوسری بہت سی سنّتوں کی پیروی کرنی اس پیروی سے زیادہ ضروری معلوم ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو میری سنّت نکاح سے مُنہ پھیرے وہ میری اُمت سے خارج ہو جائے گا۔ اس لئے میں نکاح سے منکر نہیں ہوں بلکہ جب قرآن مجید میں پڑھتا ہوں کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "انمّا اموالکم و اولادکم فتنہ" تمہاری دولت اور تمہاری اولاد تمہارے لئے فتنہ ہو جاتی ہے تو مجھے خوف ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ سنت کی پیروی کے خیال سے نکاح کروں اور خدا کے فرائض فوت ہونے لگیں اور میں اولاد کے فتنہ میں مبتلا ہو کر فرائض خداوندی کو بھول جاؤں۔

میرے پیروں میں یہ کمال تھا کہ وہ کئی کئی شادیاں کرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے احکام و فرائض ادا کرتے رہے مگر میں نے اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا"

(نظامی بنسری صفحہ ۳۱۹ بعنوان "حضرت نے شادی کیوں نہیں کی؟")

(۱۰) ان سب سے بڑھ کر فیصلہ کن حضرت امامنا مہدی علیہ السلام کا فرمان ہے۔ آپؑ نے فرمایا ہے کہ

"میاں نظامؓ فاروقی ہیں۔ حقتعالیٰ نے نبوّت کی خلافت کا بہرہ دیتے ہوئے ولایت کا خاص خلیفہ بنایا ہے"

(تاریخ سلیمانی گلشن ہفتم چمن دوم۔")

(۱۱) حضرت مہدی علیہ السّلام نے فرمایا کہ

"میاں نظامؓ کے دادا شیخ فرید گنج شکرؒ تھے اور میاں نظامؓ رویت گنج ہیں۔" (حاشیہ شریف صفحہ ۲۴۹)

ہو سکتا ہے کہ جو قلمی نسخہ مترجم اور شائع کنندہ حضرت کے زیر مطالعہ تھا اُس میں کاتب نے غلطی کی ہو۔ مترجم اور شائع کنندہ کا فرض تھا کہ حضرت امامنا مہدی علیہ السلام کے فرمان کی روشنی میں اس کی صحت فرماتے یا حاشیہ پر اس غلطی کا ازالہ فرما دیتے جبکہ آپ ہی کی شائع کردہ حاشیہ شریف کے صفحہ (۲۴۹) پر مرقوم بالا حضرت امامنا مہدی علیہ السّلام کا فرمان موجود ہے۔ کسی کتاب کا متن لکھنا بھی ایک فن ہے۔ حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمان فرزند حضرت شاہ نظامؓ سے اپنے نسب کے متعلق ایسی فاش غلطی کیسے ہو سکتی ہے؟

حاصل کلام یہ کہ "مولود میاں شاہ عبدالرحمان مطبوعہ صفحہ ۴۲" پر حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ در بیان نسبت نامہ حضرت خواجہ

نظام الدین اولیاءؒ کی اولاد سے ہونا جو لکھا ہے سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ صحیح یہی ہے کہ حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ حضرت فریدالدین گنج شکرؒ کی اولاد سے ہیں اور آپؒ کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروقؓ تک برابر پہنچتا ہے۔

شاہ نظامؒ کے اجداد نے مدینہ سے ہجرت فرما کر کہاں کہاں حکومتیں قایم کیں۔

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کے اجداد مدینہ منوّرہ سے ہجرت فرما کر ترکستان آئے۔ سلیمان بن ناصرالدین نے بلخ میں جو ترکستان کا علاقہ ہے سلطنت کی بِنا ڈالی۔ سلیمان کے بعد ادہم ابراہیم اور اسحاق یکے بعد دیگرے سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ اس طرح ایک طویل مدت تک شہر بلخ میں شاہ نظامؒ کے آباء و اجداد کی حکومت قایم رہی۔

سلیمان شاہ بن عبداللہ مسعود شاہانِ غزنی کے دورِ حکومت میں کابل کے خودمختار بادشاہ تھے۔ ایک مدت تک کابل کی حکومت بھی حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کے خاندان میں چلی بالآخر شیخ احمد ملقب بہ فرخ شاہ کے انتقال کے بعد شاہانِ غزنی نے کابل کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ جس کی وجہ سے سلطنت کابل حضرت شاہ نظامؒ کے خاندان سے جاتی رہی۔

شاہ نظامؒ کے خاندان کے کون بزرگ سب سے پہلے ہندوستان تشریف لائے

جمال الدین سلیمان بن شیخ شعیب جو محمود غزنوی کے بھانجے ہوتے ہیں۔ سلطان شہاب الدین غوری کے ساتھ ۵۷۶ھ میں ہندوستان آئے اور لاہور میں عہدۂ قضاءت پر مامور ہوئے۔ ہندوستان میں خاندان فاروقی کی بنیاد حضرت جمال الدین سلیمان سے ہوئی۔ آپ حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کی چھٹی پشت کے دادا ہیں۔

سلطان داریں کو جائس کی سلطنت کیسے ملی ــــــ؟

ہم نے کئی انگریزی اور اردو تواریخ کا مطالعہ کیا۔ مگر کسی میں بھی سلطنت جائس کا پتہ نہ ملا اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ تواریخ میں خصوصیت کیساتھ انہیں ریاستوں کا ذکر کیا گیا ہے جو شہنشاہ دہلی سے بغاوتیں کیں یا ایسی سلطنتوں کا ذکر ہے جن سے شہنشاہ دہلی کو کسی نہ کسی وجہ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ مگر وہ باجگذار، خودمختار ریاستیں جو بغیر بغاوت کئے کہ اطاعت قبول کر لی تھیں ان کا تذکرہ اور تفصیل تواریخ میں نہیں ہے یا ہے بھی تو بہت کم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائس کی حکومت بھی شہنشاہ دہلی کی باجگذار، خودمختار ریاست تھی جس طرح کہ انگریزوں کے دورِ حکومت میں ہندوستان میں چھتیس باجگذار خودمختار ریاستیں تھیں اسی لیے تواریخ میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ ذکر بادشاہ

جائس بھی دوسروں کی طرح بغاوت کرتے یا شہنشاہ دہلی سے مقابلہ کرتے اور جنگ لڑتے تو ضرور سلطنت جائس کا ذکر بھی تواریخ میں ہوتا۔

ہماری کتب نقلیات میں یا کسی تاریخ سے پتہ نہیں چلتا کہ شاہ دارین کو کس سنہ میں اور کس طرح جائس کی حکومت ملی۔ بعض کتب نقلیات سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ حضرت شاہ نظامؓ جائس میں ۸۷۳ھ میں تولد ہوئے۔ چنانچہ سوانح مہدی موعودؑ مطبوعہ صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے کہ:۔

"جناب نظام الدین شاہ نظام رضی اللہ عنہ بلدۂ جائس میں ۸۷۳ھ میں پیدا ہوئے۔"

اگر اس حساب سے حضرت شاہ نظامؓ کی سنہ ولادت تک اس سلطنت کی مدت حکومت چوبیس ۲۴ سال تصور کی جائے جو غالباً صحیح بھی ہے تو شاہ دارین کو ۸۴۹ھ میں سلطنت ملی ہے اس وقت سیدوں کا خاندان برسر اقتدار تھا اور دہلی کے تخت پر سلطان علاء الدین سیدوں کی حکومت کا چوتھا بادشاہ سریر آرائے تخت تھا۔ اس کے زمانہ میں بیشمار خود مختار حکومتیں بنگئی تھی۔ چنانچہ "ہندوستان پر اسلامی حکومت" کا مصنف لکھتا ہے کہ:۔

"سلطان محمود کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا علاء الدین ۸۴۹ھ میں تخت پر بیٹھا۔ یہ نہایت ہی بزدل اور حکومت کے کاموں سے قطعی ناآشنا تھا۔ اُسکے زمانہ میں سارے

ملک میں طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ دہلی کے اکثر علاقے بھی اس کی حکومت سے نکل گئے تھے۔ اس بادشاہ کی حکومت دہلی میں بارہ ۱۲ میل کے اندر اندر تھی۔ گجرات سندھ۔ مالوہ۔ ملتان۔ پنجاب۔ دکھن۔ بنگال۔ جونپور گوالیار۔ دھولپور۔ بھدورا۔ سنبھل۔ نارنول۔ بیانہ۔ اودھ بہار غرضکہ ہندوستان کے ہر گوشہ اور ہر شہر میں بے شمار خود مختار بادشاہ اور راجے حکومت کررہے تھے اور یہ بادشاہ دہلی کی صرف بارہ ۱۲ میل کی حکومت پر قانع تھا۔"

(ہندوستان پر اسلامی حکومت صفحہ ۳۵۷)

اس تباہی اور بربادی کے دور میں جبکہ مرکزی حکومت میں جان باقی نہ رہی تھی سلطنت جائس وجود میں آئی اور سلطان دارین نے جائس میں اپنی خود مختاری کا اعلان کردیا۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۵۸ پر علاء الدین کی حکومت کے متعلق لکھا گیا ہے کہ

"علاء الدین کو چونکہ بدایوں بہت پسند تھا۔ اس لئے اس نے دہلی کی بجائے بدایوں کو دار السلطنت بنانے کا ارادہ کیا جب اُمراء نے اسکی مخالفت کی تو خفا ہوگیا اور ۸۵۲ھ میں اپنی بیوی کو ساتھ لے کر بدایوں چلا گیا اور وہیں رہنے لگا۔ بادشاہ کے بدایوں جانے کے بعد دہلی میں آئے دن قتل و خون ہونے لگے۔ یہاں تک کہ بادشاہ کے دو سالے بھی قتل

قتل ہوگئے۔ مگر بادشاہ بدستور بدایون میں رنگ رلیاں مناتا رہا۔ رائے پرتاب کے اکسانے پر بادشاہ وزیر حمید خاں کو جسے قید کر رکھا تھا قتل کر دینے کا حکم دیدیا۔

حمید خاں وزیر کے بھائی اور ہوا خواہوں کو جب اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے حملہ کر کے حمید خاں کو قید سے نکال لیا۔ حمید خاں رہا ہونے کے بعد اپنی جمعیت لیکر حرم شاہی میں گھس گیا۔ بادشاہ کی بہو بیٹیوں کی خوب بے عزتی کی۔ چن چن کر بادشاہ کے بیٹوں۔ بیویوں۔ بیٹیوں اور خاندان کی عورتوں کو محل سے برہنہ سر کر کے نکال دیا اور شاہی سامان اور خزانہ پر قبضہ جما لیا۔ اور ملک بہلول حاکم سرہند کو جو نہایت بہادر اور مضبوط آدمی تھا دہلی پر قبضہ کرنے کی دعوت دیدی۔ ملک بہلول جو پہلے ہی سے دہلی کی حکومت کے تاک میں تھا۔ شہ پاتے ہی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ دہلی کی جانب بڑھا اور دہلی کی حکومت پر ۸۵۴ھ میں قبضہ جما لیا۔ دہلی میں اسے بادشاہ کا خط ملا جس میں لکھا تھا کہ میرے باپ نے تمہیں بیٹا بنایا تھا اس رشتہ سے تم میرے بڑے بھائی ہو، میں سلطنت تم کو دیتا ہوں اور میں بدایوں پر قناعت کرتا ہوں۔ اس خط کے ملنے پر ۸۵۵ھ میں ملک بہلول نے اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا اور تخت

پر بیٹھ گیا۔ بادشاہ بدایون ہی میں رہا اور وہیں فوت ہوگیا۔

(ہندوستان پر اسلامی حکومت ص ۱۵۶-۲۰۷)

مُصنّف تاریخ سلیمانی اپنی تصنیف کے گلشن ہفتم۔ چمن دوم میں سلطنت جائس کے متعلق لکھتے ہیں کہ:-

"نقلست کہ بعد از وصال حضرت گنجشکرؒ دو سہ پشت یعنے فرزندان حضرت بامارت رسیدہ و وطن در عرصۂ ہندوستان پورب اختیار کردند رفتہ رفتہ بلدۂ جائس کہ متصل بھاگلپور است مع پرگنہات در تحت و تصرف شاں درآمدہ گویند کہ بادشاہِ آں شدند تا نوبت سلطنت بہ سلطانِ خداوند رسید۔ در عہد کامرانی خیش از معدلت و اقساط مملکت برآراستہ"

(ترجمہ):- نقل ہے کہ حضرت گنج شکرؒ کے وصال کے دو تین پشت بعد حضرت کے بعض فرزندوں کو امارت نصیب ہوئی تھی اور انہوں نے ہندوستان کے پوربی (مشرقی) حصّے کو اپنا وطن بنالیا تھا۔ رفتہ رفتہ شہر جائس جو بھاگل پور سے متصل ہے مع پرگنوں کے ان کے قبضہ میں آگیا۔ کہتے ہیں کہ وہ اس کے بادشاہ بن گئے۔ سلطنت کا یہ سلسلہ سلطان خداوند تک پہنچا۔ عدل و انصاف گستری کی وجہ حکومت کامیابی سے ہمکنار رہی۔

شاہ نظامؒ کی ولادت و تعلیم و تربیت : سلطان دارین کے

انتقال کے بعد آپ کے فرزند شاہ خداوند تخت نشین ہوئے۔ شاہ خداوند کے دو فرزند تھے۔ بڑے فرزند حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ ۸۷۳ھ میں شہر جائس میں تولد ہوئے۔ والد کے انتقال کے بعد شاہ نظام الدین تخت نشین ہوئے۔ شاہ خداوند نے حضرت شاہ نظامؒ کی تعلیم و تربیت کا خاص انتظام کیا تھا۔ آپ صغیرسنی میں حافظِ قرآن ہو گئے اور چودہ سال کی عمر میں امورِ ظاہری سے آراستہ و امورِ سلطنت و مملکت سے اچھی طرح واقف ہو چکے تھے۔

شاہ نظامؒ کی تخت نشینی اور حسنِ انتظام

شاہ خداوند کے انتقال کے بعد ارکانِ دولت اور اعیانِ مملکت کے مشورہ سے حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی۔ اگرچہ طوائف الملوکی کا دور تھا قرب وجوار کے سلطنتوں میں بدنظمی اور خانہ جنگیاں تھیں لیکن شاہ نظامؒ کے حسنِ انتظام اور رعبِ شاہی اطراف کی سلطنتوں پر ایسا چھایا ہوا تھا کہ کسی والیِ سلطنت کو آپ کے ملک پر چڑھائی کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

عالمِ شباب اور جذبۂ دیدارِ حق کی تڑپ

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ بچپن ہی سے تعلیم و تربیت میں لگ گئے۔ جب آپ نے جوانی میں قدم رکھا تو دنیا کی جاہ

وحشمت اور تخت و تاج سے نفرت پیدا ہوگئی۔ کیوں نہ ہو "کُلُّ شَیْئٍ یَرْجِعُ اِلیٰ اَصْلِہٖ" کے مصداق آپ جلیل القدر ولی حضرت فریدالدین گنج شکرؒ اور خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد سے ہیں۔ لہٰذا خداطلبی کا جذبہ فطرتاً بچپن ہی سے ذاتِ اقدس میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہتے اور تنہائی کو پسند فرماتے تھے۔ جیسا جیسا آپ میں خداطلبی کا جذبہ بڑھتا گیا دنیا سے نفرت بڑھتی گئی۔ سلطنت اور انتظام مملکت سے بیزاری شروع ہوگئی۔ جذبۂ حق دل میں موجیں مارنے لگا۔ دل قابو سے نکل گیا اور آپ نے تخت و تاج سے دستبردار ہونے کا تہیہ کرلیا۔

بالآخر ایک روز اعیانِ سلطنت اور ارکانِ دولت کو جمع کیا اور فرمایا کہ میں عنانِ سلطنت میرے چھوٹے بھائی کو دے کر حج بیت اللہ کو جا رہا ہوں۔ گو میرا بھائی کم سن ہے لیکن مجھے امید ہے کہ تم سب مل کر تدبّر اور حسنِ تدبیر سے سلطنت کو سنبھال لینگے۔ یہ سن کر ارکانِ دولت نے کہا کہ آپ اپنی موجودگی میں انہیں اپنا جانشین بنا کر چند روز توقّف کیجئے اور سلطنت کے نشیب و فراز ملاحظہ کیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر کوئی دشمن ملک پر حملہ نہ کردے۔ حضرت شاہِ نظامؒ کو یہ بات پسند آئی۔ بھائی کو جانشین بنا کر آپ نے چند دن توقف کیا۔

شاہ نظامؓ اور کفار سے جنگ

جب قرب و جوار میں یہ بات پھیلی تو قابو طلب ریاستیں اُٹھ بیٹھیں۔ ان میں سے ایک نے فوج کشی کی۔

حضرت شاہ نظامؓ بھی فوج لے کر نکلے۔ دونوں فوجوں میں مقابلہ ہوا۔ گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی اور آپ اطمینان کے ساتھ جنگ کا نظارہ کر رہے تھے۔ جب آپ کی فوج پسپا ہوتا نظر آئی تو آپ فوراً میدانِ جنگ میں کود پڑے۔ اور ایسے دلیرانہ پے در پے حملے کئے کہ دشمن کی فوج پریشان ہو گئی۔ بالآخر دشمن کی فوج کے پیر اکھڑ گئے۔ سپہ سالار لشکر پکڑا گیا اور آپ فتح و نصرت کے ساتھ واپس ہوئے۔ اس جنگ کے بعد اطراف کی ریاستوں پر آپ کا رعب ایسا پڑا کہ پھر کسی کو آپ کے ملک پر فوج کشی کی جرأت نہ ہوئی۔ جب دشمنوں کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو آپ حج بیت اللہ اور پیرِ کامل کی تلاش میں تخت و تاج چھوڑ کر عشقِ الٰہی میں سرشار گھر سے نکلے۔

کبھی روشن آنکھ کو جستجو کبھی دلِ کو دید کی آرزو
جو شہی کو چھوڑ گدا بنا مجھے اس گدا کی تلاش ہے

حج بیت اللہ اور پیرِ کامل کی جستجو میں ہجرت کرنا

خدا نے آپ کو اپنے دربار کے لئے منتخب فرما لیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اٹھتی جوانی اٹھارہویں سال کے زہد شکن دَور میں جہاں عابدوں اور زاہدوں کے پیر ڈگمگا جاتے

ہیں خدا طلبی کے جذبہ میں سرشار گھر سے باہر نکلتے ہیں۔ جن کی قسمت میں دربارِ ولایت کا شہسوار اور دریائے وحدت آشام بننا مقدر ہو چکا ہو ان کو یہ فانی جاہ و حشمت اور تخت و تاج سے کیا غرض۔

حضرت شاہ نظامؓ حج بیت اللہ اور پیر کامل کی جستجو میں مکۂ معظمہ پہنچے۔ مناسک حج ادا کئے اور مدینۃ الرسول میں دربارِ رسالتؐ میں حاضری دی۔ اہلِ دل اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ بیتاب اور سوختہ دل جب دربارِ رسالت میں پہنچا تو اس پر کیا حالت طاری ہوئی ہوگی۔

یہاں آپ نے شیخ الاسلام سے ملاقات کی جو مدینہ منورہ اور اس کے اطراف و اکناف میں بزرگ اور اہل اللہ مانے جاتے تھے۔ آپ نے شیخ سے تلقین چاہی۔ آپ کی طرزِ گفتگو، صفائی قلب اور والہانہ عشق دیکھ کر شیخ نے کہا ؎

"تمہارا ظرف بہت بڑا ہے۔ آثار و اخبار سے
یہ زمانہ ظہور مہدی موعودؑ کا پایا جاتا ہے
اگر وہ ملیں تو تمہارا مقصد پورا ہوگا۔"

شیخ الاسلام جیسے اہل اللہ کا یہ کہنا کہ تمہارا ظرف بہت بڑا ہے حضرت شاہ نظامؓ کے اعلیٰ مقام کا پتہ دے رہا ہے۔ جس کی قسمت میں خلیفۃ اللہ کا خلیفہ بننا مقدر ہو چکا ہو وہ کب دوسرے کا خلیفہ بن سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ میں وہ تمام باطنی صلاحیتیں بھر دی تھیں جو دربارِ ولایت محمدیؐ کا لازمہ تھیں۔

شاہِ نظامؓ کی مہدیؑ علیہ السّلام سے مُلاقات

الغرض حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ اسی طلب اور فکر میں روم، شام، عراق اور ایران وغیرہ ممالک کا سفر کیا۔ جہاں کہیں کسی شیخ یا اہلِ دل کی خبر ملتی آپ ان کے پاس تشریف لیجاتے اور اپنا دلی مدعا جو دیدارِ الٰہی تھا ظاہر کرتے۔ لوگ سُن کر حیران ہوجاتے کہ کیا یہ ممکن الحصول ہے۔ آپ جس پیرِ طریقت کے پاس جاتے مایوس کن جواب سُن کر ناکام واپس آتے۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے دل میں عشق کی آگ ایسی لگائی تھی کہ ہر جگہ مایوس ہونے کے باوجود کبھی سرد ہونے نہ پاتی تھی۔

آپ اسی طرح سیر و سیاحت کرتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے اور چاپانیر کی ایک میناری مسجد میں جس کو سلیم خاں نے تعمیر کیا تھا قیام فرمایا ——— اُسی زمانہ میں حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے شہر چاپانیر کی جامع مسجد میں قیام فرمایا تھا۔ آنحضرتؑ کے ہدایات اور بیانِ قرآن کا چرچا دور دور تک پھیل گیا۔ سلطان محمود بیگڑہ نے چند علماء کے ساتھ دو معتمد اُمراء سلیم خاں اور فرہاد الملک کو تحقیقات کیلئے آنحضرتؑ کی خدمت میں بھیجا۔ سلیم خاں اور فرہاد الملک دونوں نے آپ کا بیانِ قرآن سُن کر اُسی وقت آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کرلی۔ سلیم خاں حضرت شاہ نظام کے پاس آیا اور کہا کہ آپ جس پیرِ کامل کی تلاش میں ہیں ویسے ہی پیغمبر صفات ہمنام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاپانیر کی جامع

مسجد میں مقیم ہیں۔ میں نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کرلی ہے۔

حضرت شاہ نظام فوراً جامع مسجد کی طرف روانہ ہوگئے۔ اُدھر حضرت مہدی علیہ السلام کو فرمانِ الٰہی ہوا کہ اے سید محمد! ہمارا بندہ آرہا ہے اُس کا ہاتھ پکڑ کر ہم تک پہنچادو۔ جب حضرت مہدی علیہ السّلام کی نظر شاہ نظامؓ پر پڑی تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ؎

صورتِ زیبائے ظاہر ہیچ نیست ؛ اے برادر سیرت زیبا بیار

(ترجمہ) صورت زیبائے ظاہر کچھ نہیں ؛ اے برادر سیرت زیبا تو لا

اس کے جواب میں حضرت شاہ نظامؓ بروایت مولود میاں عبدالرحمانؒ یہ شعر پڑھا ؎

آنجا کہ در نگرم صورتِ دوست ؛ ہر کہ دیدہ ندارد گنہ بجانب اوست

(ترجمہ) میں جہاں نظر ڈالتا ہوں وہاں دوست کی صورت ہے۔ جو شخص آنکھ نہیں رکھتا خطا اُسی کی ہے۔ حاشیہ شریف کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت شاہِ نظامؓ نے جواب میں تین شعر پڑھے ہیں۔

(تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو "امام علیہ السّلام کا پسندیدہ کلام" مطبوعہ صفحہ ۱۵)

حضرت مہدی علیہ السّلام نے شاہِ نظامؓ سے معانقہ کیا اور ذکرِ خفی کی تعلیم دی۔ ذکر کی تلقین دیتے وقت جب آنحضرتؑ کی بینیٔ مبارک شاہ نظامؓ کے مُنہ کے قریب ہوئی تو آپ ایسے مست و بیہوش ہوگئے کہ آپ کو اس عالم کی کچھ بھی خبر نہ رہی۔ جب آنحضرتؑ نے اپنا پسخوردہ پلایا تو ہوش آیا۔ آپ کو ایک حجرہ میں رکھا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر

بیہوش ہو گئے۔ تین دن تک آپ پر تجلیاتِ الٰہی کی ایسی بارش ہوتی رہی کہ آپ ہوش میں نہ آسکے۔ تیسرے دن حضرت مہدی علیہ السّلام آپ کے حجرہ میں تشریف لے گئے اور پکارا بھائی نظام! السّلام علیکم مردہ بنو۔ آنحضرتؑ کی آواز سنتے ہی آپ کو ہوش آ گیا۔ آپ نے ترکِ دنیا کر کے حضرت مہدی علیہ السّلام کی صحبت اختیار کی اور آنحضرتؑ کی رحلت تک سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہے

شاہ نظامؓ کا مہدیؑ علیہ السّلام کے ساتھ دوبارہ حج کو جانا

جب حضرت مہدی علیہ السّلام حج کیلئے روانہ ہوئے تو شاہ نظامؓ بھی آنحضرتؑ کے ہم رکاب تھے۔ جب شہنشاہِ ولایت مہدی علیہ السّلام طواف کعبہ کیلئے آئے اُس وقت حضرت شاہ نظامؓ سے پوچھا کہ اس سے پہلے بھی تم یہاں آئے تھے کیا دیکھا تھا اور اب کیا دیکھتے ہو؟ آپ نے عرض کیا میرانجیؑ! پہلے کعبہ کو بغیر صاحب کے دیکھا تھا اور اب میرانجیؑ کے صدقہ میں صاحبِ کعبہ کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر کہا بیت اللہ سیّدنا کا طواف کر رہا ہے اور "فلیعبدوا ربّ ھٰذا البیت" (چاہیئے کہ عبادت کریں اس گھر کے مالک کی) پڑھ رہا ہے۔ مہدی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا میاں نظام! اللہ نے تم کو آنکھ اور کان دیئے ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السّلام نے مناسک حج ادا کرنیکے بعد بحکم

خداوند علّام خاص و عام کے مجمع کثیر میں رکن و مقام کے درمیان باآواز بلند اپنی مہدیت کا دعویٰ ان الفاظ میں فرمایا۔

"ان من اتبعنی فھو مومن" (اسی میں آپ کے دعویٰ کا سنہ ۹۰۱ھ نکلتا ہے) جس نے میری اتباع کی تحقیق وہ مومن ہے۔ اُس وقت حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ قاضی علاء الدین بدری اور چند اہلِ عرب نے آمنا صدقنا کہا اور آنحضرتؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

شاہ نظامؓ کا چشمِ سر سے اللہ کو دیکھنے کی گواہی دینا

حضرت مہدی علیہ السّلام مکہ معظمہ سے واپس ہو کر خراسان کی طرف ہجرت فرماتے ہوئے جب شہر ٹھٹھہ میں پہنچے تو وہاں کا حاکم جام نظام الدین جس کو جام نندہ بھی کہتے ہیں اپنے علماء کو مباحثہ کیلئے آنحضرتؑ پاس بھیجا۔ علماء نے دارِ دنیا میں جوازِ رویت باری تعالیٰ کے بارے میں بحث کی۔ مہدی علیہ السّلام نے قرآن شریف کی آیت "من کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی واضل سبیلا" دارِ دنیا میں جوازِ رویت باری تعالیٰ کو ثابت کیا۔ تمام علماء نے بحث میں عاجز ہو کر کہا کہ یہ صرف دعویٰ ہے یا آپ کے گروہ میں کسی نے خدا کو دیکھا بھی ہے۔ آنحضرتؑ نے شاہ نظامؓ اور شاہ دلاورؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ان صاحبوں سے پوچھ لو۔

شاہ نظامؓ کا آٹھوں پہر یادِ خدا میں رہنا

حضرت بندگی میاں شاہ نظام دریائے وحدت آشنام آٹھوں پہر یادِ خدا میں ایسے مستغرق رہتے تھے کہ آپ کو اس دنیا و مافیہا کی خبر تک نہ رہتی تھی۔ سب جانتے ہیں اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جس وقت حضرت مہدی علیہ السلام شہر ٹھٹھ سے فراہ کی طرف ہجرت فرما رہے تھے۔ راستہ میں دوپہر کے وقت جبکہ شدت کی دھوپ تھی ایک درخت کے سائے میں کچھ دیر ٹھہرے تھے۔ حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ نے اپنی صاحبزادی مسماۃ نور اللہ کی جھولی وہیں ایک درخت کی شاخ سے لٹکا دی تھی۔ آپ یادِ خدا میں اس قدر مستغرق تھے کہ جب مہدی علیہ السّلام نے کوچ کا حکم فرمایا تو آپ نے بھی آنحضرتؑ کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ تین کوس راستہ طے کرنے کے بعد آپ کو لڑکی یاد آئی۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی علیہ السّلام نے آپ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا رفیق کہاں ہے۔ اس وقت آپ کو ہوش آیا اور کہا بچی کی جھولی ایک درخت کی شاخ سے لٹکا دی تھی۔ کوچ کے وقت خیال نہ رہا۔ آنحضرتؑ نے فرمایا تمہاری بچی اُسی جگہ سلامتی سے ہے جاؤ اور لے آؤ۔ آپ وہاں پہنچ کر دیکھتے ہیں کہ ایک شیر بچی کی حفاظت کر رہا ہے۔ جب آپ قریب پہنچے تو شیر اپنا سر نیچا کیا ہوا جنگل کا راستہ لیا۔ آپ بچی کو لے کر میراں علیہ السّلام کی طرف لوٹے۔ گھنا جنگل تھا راستہ کا کوئی نشان نہیں تھا۔ آپ کو معلوم نہ ہو سکا کہ آنحضرتؑ کس راستہ سے گذرے ہیں۔ اللہ نے آپ کی اس مشکل کو یوں آسان کر دی کہ جس راستے سے مہدی علیہ السّلام

کا گذر ہوا تھا اس راستہ کے ہر شجر و حجر سے آواز آنے لگی کہ "ھٰذا المہدی الموعود۔ ھٰذا المہدی الموعود" آپ اس آواز کی رہبری میں مہدی علیہ السّلام کی خدمت میں پہنچ گئے۔ جب آنحضرتؑ کو یہ پوری کیفیت معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا میاں نظام! شیروں کی نگہبانی شیر ہی کیا کرتے ہیں۔ پھر فرمایا اللہ نے تمہیں کان دیئے ہیں۔

شاہ نظامؓ کا فراہ مبارک سے ہندوستان واپس آنا

حضرت مہدی علیہ السّلام کے وصال کے دس دن بعد حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ صدیقِ ولایت آنحضرتؑ کی روحِ مبارک سے بشارت پاکر گجرات آئے۔ اس کے ایک سال بعد آنحضرت کی روحِ مبارک سے بشارت پاکر حضرت بندگی میاں سید محمود ثانیٔ مہدی رضی اللہ عنہ بقیہ کل صحابہ و مہاجرین کے ساتھ ہندوستان واپس آئے اور بھیلوٹ میں قیام فرمایا۔ حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ بھی حضرت ثانیٔ مہدیؓ کے ساتھ تھے۔ چند دن کے بعد حضرت ثانیٔ مہدیؓ نے حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ سے فرمایا کہ تمہارا قبیلہ کافی بڑا ہو گیا ہے اب تم علٰحدہ رہو۔ تمہاری بدولت بہت سارے لوگ فیضِ مہدیؑ سے مشرف ہو کر خدا کو پائیں گے۔ بہت اصرار کے بعد آپ نے حضرت ثانی مہدیؓ سے علٰحدہ ہو کر موضع رادھن پور میں سکونت اختیار کی۔

منجو جی خطائی بادشاہ گجرات کے ایک منصب دار تھے اور حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ سے تلقین پائے تھے موضع انوندرہ اُن کی جاگیر

تھی۔ منجوجی نے حضرت شاہ نظامؒ کو اپنی جاگیر میں لے جاکر بہت محبت اور خلوص سے رکھا تھا۔

شاہ نظامؓ کا تقویٰ اور توکّل

جناب فتح خاں بڑو جو حضرت بزرگی میاں شاہ نظامؒ کے مُرید تھے ایکدن حضرت کی خدمت میں ایک سو ٹنکے (اُس زمانے کا سکہ رائج) للّٰہ گذرانے۔ آپ نے قبول فرمایا۔ دوسرے مہینہ میں سَو ٹنکے للّٰہ روانہ کیا آپ اُس کو بھی قبول فرمالیا۔ تیسرے مہینے میں بھی سَو ٹنکے للّٰہ بھیجا لیکن آپ نے اس کو قبول نہیں کیا اور جھڑک کر فرمایا کیا فتح خاں ہم کو تعیّن کھلاتا ہے؟

ایک روز حضرت مہدی علیہ السّلام کے پاس بخاری) خط میں لکھا ہوا چھوٹی تختی کا قرآن مجید اللہ کے نام سے آیا۔ آنحضرتؑ نے اس قرآن مجید کو حضرت شاہ نظامؓ کو دیکر قرآن کا درس دینا شروع کیا۔ دورانِ درس میاں فخرالدین اپنا خواب سُنانے کے لئے مہدی علیہ السّلام کے پاس آرہے تھے۔ آنحضرتؑ نے انہیں آتے دیکھ کر اپنے دستِ مبارک کے اشارہ سے روک دیا۔ وہ وہیں سے واپس ہوگئے۔ نماز ظہر کے بعد مہدی علیہ السّلام نے میاں فخرالدین سے فرمایا تم جس وقت آرہے تھے اُس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو اپنے کلام کی تعلیم دے رہا تھا۔ اس وقت اگر تم ایک قدم بھی آگے بڑھتے تو جل جاتے۔

اللہ اکبر! ۔ مقام حضرت شاہ نظامؓ ۔

شاہ نظامؓ کے خرقِ عادات

ایک روز سرِ راہ آپ نے ایک بوڑھی عورت کو روتے دیکھ کر رونے کا سبب پوچھا۔ اُس نے کہا یہ بکری کا بچہ اوپر سے گر گیا جس کی وجہ سے اس کے چاروں پیر ٹوٹ گئے ہیں معلوم نہیں کہ کیا کروں۔ آپ نے اُس کے چاروں پیر اپنے دستِ مُبارک سے پکڑ کر سامنے پھینک دیا۔ اُس کے پیر درست ہوگئے اور وہ دوڑنے لگا۔

ایک روز اتفاقاً آپ کا گذر ایک بُت خانہ پر سے ہوا۔ دیکھا کہ کئی لوگ ایک کیمیاگر کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ آپ نے اُن لوگوں سے کہا اگر یہ بتخانہ اور اُس کے سارے بُت خالص سونے کے بن جائیں تو کیا تم لوگ مسلمان ہوجاؤ گے۔ سب نے ایک زبان ہوکر کہا کہ بے شک ہم مسلمان ہوجائیں گے۔ آپ نے فرمایا اگر تم اقرار پر قائم رہو گے تو تم کو اسقدر فائدہ ہوگا کہ تم اس کو عمر بھر صرف کرتے رہو گے تو بھی اُس میں کسی طرح کی کمی واقع نہ ہوگی اور اگر تم اپنے اقرار پر قائم نہ رہو گے تو پچھتاؤ گے۔ اس کے بعد آپ نے اس بُت خانہ پر ایک خاص نظر ڈالی۔ تمام مندر معہ بُتوں کے خالص سونے کا بن گیا۔ یہ دیکھ کر ان سب کی آنکھیں پھر گئیں۔ حرص و طمع نے انہیں گھیر لیا اور ہر ایک نے بُت خانہ کے در و دیوار اور بُتوں کو توڑنے میں مشغول ہوگیا اور کسی نے بھی آپ کی طرف توجہ نہ کی آپ نے فرمایا اے لوگو! پہلے اپنا اقرار پورا کرو۔ مگر وہ دنیا کے حریص اپنے کام میں مشغول رہے۔ کسی نے بھی آپ کی طرف توجہ نہ کی۔ آپ نے

فرمایا اے جاہلو! تم جس چیز کو توڑ رہے ہو وہ سونا نہیں مٹی اور پتھر ہے جونہی آپ نے یہ کلمات فرمائے فوراً وہ سب بُت خانہ حسبِ سابق مٹی اور پتھر کا ہوگیا۔ ہر ایک نے آپ کو اوتار کہتا ہوا آپ کی طرف دوڑا۔ آپ نے بھی تیزی سے قدم بڑھایا۔ سامنے خشک ندی تھی آپ نے عجلت سے ندی پار ہوکر اشارہ سے فرمایا پانی سے بھر جا۔ ندی پُر ہوگئی اور وہ مشرکین جو آپ کے پیچھے آرہے تھے حیران ہوکر وہیں ٹھہر گئے۔

شاہ نظامؓ سے استفسارات اور آپ کے جوابات

ایک مرتبہ میاں عبدالفتح نے بندگی میاں شاہ نظامؓ سے پوچھا میاں جی! متوکل کس کو کہتے ہیں۔؟ آپ نے ایک تمثیل کے ذریعہ سمجھایا کہ ایک شخص متوکل پھلوں سے لدے ہوئے درخت کے نیچے بیٹھا ہے۔ اور اس درخت پر پرندے جمع ہیں۔ اگر اس متوکل کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اگر یہ پرندے کچھ ڈالے تو کھاؤں۔ اتنا خیال بھی اگر متوکل اپنے دل میں لائے تو وہ متوکل نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اُس کو اسی طرح تمام عالم سے توقع ہوسکتی ہے۔

ایک وقت فرہ میں میاں عبدالمجیدؓ نے شاہ نظامؓ سے مسئلہ پوچھا کہ اگر مصلی نماز میں مقررہ حرکات کے سوا تین حرکات کرے تو اُس کی نماز فاسد ہوجاتی ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا ایک فعل میں تین فعل ہوتے ہیں۔ میاں عبدالمجیدؓ نے کہا کیسے؟ آپ نے فرمایا جب ہاتھ کھولا، ایک فعل ہوا۔ جب فعل کیا تو دوسرا فعل ہوا۔ پھر ہاتھ باندھا تو تیسرا

فعل ہوا۔ اس طرح اس کی نماز باطل ہوجاتی ہے۔

میاں عبدالمجیدؓ نے دوسرا سوال یہ کیا کہ جب خون وجود سے رواں ہوتا ہے تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے کہ نہیں؟ آپ نے فرمایا اگر خون جاری ہوگیا اور نہ دکھائی دیا یا خون جاری نہ ہوا اور دکھائی دیا ہر دو صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ میاں عبدالمجید نے دونوں مسئلوں کے جوابات جو حضرت شاہ نظامؓ نے دیا تھا، حضرت امہدی علیہ السلام کے سامنے بیان کیا۔ آنحضرتؑ نے فرمایا میاں عبدالمجید! جو کچھ میاں نظامؓ نے کہا ہے درست ہے۔

ایک روز حضرت شاہ نظامؓ اپنے خلفاء اور فرزندوں کیساتھ الوگڈھ کے قلعہ پر تھے۔ میاں عبدالفتح نے پوچھا میاں جی! کامل کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا کامل وہ ہے کہ اگر پہاڑ سے کہے کہ چل تو پہاڑ فوراً چلنے لگے۔ یہ بات آپ کی زبانِ مبارک سے نکلی ہی تھی کہ الوگڈھ کے پہاڑ میں جنبش پیدا ہوگئی۔ آپ نے فرمایا اے پہاڑ ہم نے حکایت بیان کی ہے تجھ سے نہیں کہا تو اپنی جگہ پر مستحکم رہ۔ جب پہاڑ ساکت ہوگیا۔

بشارات

حضرت امامنا مہدی علیہ السلام نے حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ کے حق میں جو بشارتیں فرمائی ہیں منجملہ اُنکے مندرجۂ ذیل بشارتیں خصوصی ہیں۔

(۱) میاں نظام مردِ حضوری ہستند (۲) میاں نظام مردِ ربانی ہستند (۳) میاں نظام حافظ کلام اللہ و شاہد رویت اللہ اند (۴) میاں نظام

دیدند و چشیدند (۵) میاں نظام را حق تعالیٰ بے پردہ رویت داد (۶) میاں نظام دریائے وحدت آشام اند (۷) مست مست ہشیار ہشیار (۸) کشتۂ ملامت (۹) مہدی علیہ السّلام نے فرمایا ؏ "لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰہ" آپ کے حق میں ہے۔
(۱۰) مہدی علیہ السّلام نے فرمایا میاں نظام کے دادا شیخ فرید الدین گنجشکر تھے اور میاں نظام گنج رویت ہیں۔ (۱۱) آنحضرت ؑ نے فرمایا اگر کسی نے روئے زمین پر مردہ نہیں دیکھا ہے تو میاں نظام کو دیکھے۔

میرے استادِ معظم حضرت مولانا مولوی سید یعقوب عرف پاپا میاں صاحب قبلہ مرحوم نوراللہ مرقدہٗ نے اپنی تصنیف "مردِ تلاش" میں ان بشارتوں پر تفصیلی بحث کی ہے۔

شاہ نظام رضؓ کے ازواج مطہرات اور اولاد

حضرت بندگی میاں شاہ نظام رضؓ کے تین ازواج مطہرات تھے۔ زوجۂ اوّل بی بی عائشہ۔ آپ کے شکم سے ایک دختر راجے مریم ہوئیں۔ بی بی عائشہ کی تربت انوندرہ میں حضرت شاہ نظام رضؓ کی تربت کے قبلہ رُخ چوتھی قبر ہے۔ زوجۂ دوم بی بی راجے فیروز۔ آپ کے بطن سے چار فرزند ہوئے۔ ۱۔ حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمان رضؓ (۲) حضرت بندگی میاں شاہ عبدالقادر (۳) حضرت بندگی میاں شاہ عبداللطیف (۴) حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرزّاق۔ بی بی راجے فیروز کی تربت احمد آباد میں محلہ نین پورہ

میں اُمّ المومنین بی بی بونجی رضی اللہ عنہا کے پائنتی ہے۔ ربیع الاول ۱۴ ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔ زوجۂ سوم بی بی جی۔ بقولِ دیگر اچھو بی بی صاحبہ۔ آپ کے شکم سے دو فرزند اور دو دختر ہوئے۔ (۱) میاں شاہ محمّد (۲) میاں شاہ صالح محمد (۳) بی بی راجے نوراللہ (۴) بی بی راجے رقیہ۔ بی بی جی صاحبہ کی تربت انوندرہ میں حضرت شاہ نظام رضؓ کے چبوترے کے نیچے مشرق کی جانب ہے۔

اگرچہ بندگی میاں شاہ نظام دریائے وحدت آشام رضی اللہ عنہٗ کے حالات قلمبند کرنے میں ہم نے نہایت اختصار سے کام لیا ہے کیونکہ ہمارا مقصد صرف آنحضرت کے آباء و اجداد کے حالات جو ہماری کتب نقلیات میں نہیں پائے جاتے اولیائے کرام کے تذکروں اور متعدد تواریخ سے تحقیق کر کے منظرِ عام پر لانا تھا جو بفضلِ خدا حضرت شاہ نظام رضؓ ہی کے صدقے سے ایک حد تک کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ آپ کے مزید حالات اور آپ کے خاندان کے جلیل القدر اولیائے کرام کے حالات انشاء اللہ پھر بعد ہٗ دیگرے شائع کئے جائیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ

سید روشن تشریف اللّٰہی

ابن مولانا مولوی قاری القرآن مرشدنا حضرت سید محمود صاحب قبلہ نوراللہ مرقدہٗ

ربیع الاول ۱۳۹۴ھ م اپریل ۱۹۷۴ء

کتبہٗ: سید نصرت چنچلگورہ
(برادر زادہ حضرت شاہ روشن میاں حمید آبادی)

نظم بسلسلہ عنوان "شاہ نظامؒ اور کفار سے جنگ" صفحہ نمبر (٢٢)

نظم

سرِ رہگذار طلب ہی تو تجھے رہنما کی تلاش ہے
تیرے کاروان خیال کو کسی نقش پا کی تلاش ہے

تجھے عیش و راج سے کام کیا مجھے تخت و تاج سے کام کیا
مجھے ماسوا سے غرض نہیں تجھے بس خدا کی تلاش ہے

تیرے ظرف کو جو سمجھ گیا تو کہا تھا شیخ نے مرحبا
یہ تلاش پیر حقیقتاً شہہ دوسرا کی تلاش ہے

بحضور خاتم اولیا یہ پکارتا ہوا تو گیا
تیرے در کو چھوڑ رہوں کہاں مجھے حق نما کی تلاش ہے

یہ کمال ذوق تو دیکھئے کہ دیا جو ذکر حبیب نے
جسے ابتدا کی تلاش ہے اُسے انتہا کی تلاش ہے

یہی پوچھتا یہی بولتا میں چلا ہوں سوئے الاندرہ
جو شراب عشق میں مست تھا اُسی پارسا کی تلاش ہے

کبھی روشن آنکھ کو جستجو کبھی دل کو دید کی آرزو
جو سبھی کو چھوڑ گدا بنا مجھے اس گدا کی تلاش ہے

مؤلف کی مطبوعہ کتابیں جو للّٰہ تقسیم کیگئی ہیں	مؤلف کی طبع شدنی کتابیں
١- آداب حج	١- روزنامچہ حج
٢- سفر فراہ مبارک (روشن ستارے حصۂ اول)	٢- مہدی آخر الزماں حصۂ سوم (فارسی)
٣- رہبر زائرین	٣- مہدی آخر الزماں حصۂ چہارم (" ")
٤- مہدی آخر الزماں حصۂ اول (فارسی)	٤- زبدۃ العرفان
٥- مہدی آخر الزماں حصۂ دوم (" ")	٥- اسلام میں معیار فضیلت
٦- سراج الہدایت	٦- شعلۂ جوالہ بر عقاید باطلہ
٧- وظیفہ اور تعین	٧- جذنامہ
٨- براہین قاطعہ	٨- گنج مخفی
٩- گنج رویت	٩- حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت کی سیرت مبارک

سید ضیاء اللہ فرزند مؤلف
(مقیم امریکہ)